تبلیغ بذریعہ تدریس سیرت طیبہ کی روشنی میں

ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامیات
شیخ زائد اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

ABSTRACT:

Da'wah, preaching, call in the favour of Allah, is religious duty for all the Muslims. The best method of preaching belongs to the prophets. Tolerance, harmony and forgiveness are the qualities of preaching. Improving moral power of the Muslim nation is impossible with out preaching. Allah commanded for the relief to the people by preaching. Preaching is the sunnah of the prophet (PBUM). Basic lesson of preaching is the reforms in the Muslims and the world. Institutions for the purpose of preaching, first the family training of the children from the parents. Second teacher's responsibility to buildup the ideal characters for future in the society. The award of preaching the welfare of the people in the society. The best style and durable preaching is from the prophets that is the peace process for the safety of the world.

فرضیت تبلیغ

دعوت دین وشریعت ایمان کی تکمیل کیلئے لازم ہے اور ہر مسلمان کا فریضہ بھی ہے اس جہاد اکبر کی قبولیت اور کامیابی کیلئے انبیاء کرام نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اعلیٰ ترین ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء کے اس کلام کو بلاغ المبین کہا گیا ہے انبیاء انسانیت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں اسی لیے ان کی پیروی کو ایمان کی تکمیل کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے۔ فریضہ اقامت دین میں کامیابی انسانی مزاج اور نیک اعمال کا محرک اور تکمیل ایمان ہے نیت پر تمام اعمال کا دارومدار ہے حسن نیت انسان کے عمل کو بہترین بناتا ہے حسن نیت اور تقویٰ لازم وملزوم ہیں۔

انبیاء کرام کی زندگیاں اپنے اپنے دوراورقوم کے لوگوں کیلئے مشعل راہ تھیں اور ہیں جبکہ دائمی نمونہ عمل تا قیام قیامت صرف سیدالمرسلین وسیدالآخرین رحمۃ اللعالمین حضرت محمدﷺ کی حیات طیبہ ہے۔معیشت ہو یا معاشرت حکومت ہو یا سیاست زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق ہمارے لئے ہر شعبہ میں حضرات انبیاء کے نقش قدم پر چلنا فرض ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کا پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اسے چار درجوں میں تیاری کے ساتھ انجام دیا جائے۔

انفرادی اجتماعی انتظامی عالمی ذرائع

۱۔ انفرادی سطح پر اعلیٰ اخلاق وکرداراور تقوی کے حامل افراد موجود ہوں جواس ذمہ داری کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنی تمام صلاحتیں عملی طریقے سے استعمال کرنے کیلئے تیار ہوں

۲۔ امت مسلمہ کی حیثیت سے اجتماعی اتحاد وتعاون اور برداشت کے جذبات موجود ہوں تا کہ رائے عامہ کو متحرک کرنے اور برائی سے روکنے نیکی کو وسعت دینے میں جرات کا مظاہرہ کر کے اقوام عالم میں اپنے منصب امامت وشرافت کی اعلی مثالیں پیش کی جاسکیں۔

۳۔ مسلمانوں میں ایسے گروہ اور جماعتیں وجود رکھتی ہوں جواجتماعی شعور کے ذریعے لوگوں کو متحرک کرسکیں اوراجتماعیت کی اہمیت سے آگاہ کرسکیں۔

۴۔ حکومت میں شامل لوگ قوم کے خادم کی حیثیت سے ذاتی مفاد کے بغیر اجتماعی مفاد میں آئین وقانون کے محافظ بن سکیں۔

پیغام الٰہی

اسلام میں تبلیغ سے مراداللہ تعالی کے احکام کو بلاکم وکاست اس کے بندوں تک پہنچا دینا اوراس کام میں بردباری حلم اورتواضح اختیار کرنا تبلیغ ہے سورہ المائدہ۔۶۷ میں ارشادربانی ہے۔

> "اے رسولؐ تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے پوری طرح پہنچادے۔اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تونے رسالت کا حق ادا نہیں کیا"(۱)

انبیاء کی تبلیغ کو بلاغ مبین یا تبلیغ کامل کہا جاتا ہے۔اور مومنین کی تبلیغ سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ دین مبین کی اشاعت وتجدید کیلئے اہل علم مسلمان زمین کے ہرکونے میں تبلیغ دین کا سلسلہ تا قیامت جاری رکھیں گے اور مسلم وغیر مسلم دونوں کواللہ تعالی کی ان گنت نعمتوں سے استفادہ کا طریقہ بتاتے رہیں گے۔سورہ ال عمران۔۱۱۰ میں فریضہ تکمیل دین کواس طرح بیان کیا گیا ہے۔

> "تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کی رہنمائی کیلئے بھیجی گئی ہو۔تم نیکی کا حکم دیتے ہواور برائی سے منع کرتے ہو اور

اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لائے تو ان کیلئے یہ بہتر ہوتا ان میں سے کچھ تو مومن ہیں اور اکثر نافرمان ہیں"(۲)

امت مسلمہ کی امتیازی حیثیت اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے اور فضیلت کا دارومدار فریضہ تبلیغ دین کی ادائیگی اور تکمیل اخلاق پر ہے۔

سورہ آل عمران۔۱۰۴۔ میں معیار عمل فریضہ تبلیغ کے بغیر نامکمل ہے ارشاد ربانی ہے۔

"اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہی لوگ کامیاب فلاح پانے والے ہیں"(۳)

کامیابی سے ہمکنار ہونے اور دین وایمان کی تکمیل کیلئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید کی گئی ہے۔ایمان کامل کا عملی ثبوت یہ ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے اور حق کی تاکید اور صبر کی تلقین کی جائے وسورہ العصر میں ارشاد ربانی ہے۔

"اور زمانہ شاہد ہے کہ انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کی"(۴)

سورہ العصر میں حکم کی نوعیت واہمیت واضح ہے اگر تبلیغ پر جمود طاری ہو جائے تو لوگ خسارے میں رہتے ہیں نیکیوں کی اشاعت اور برائیوں میں کمی کی کوشش جاری رہنی چاہیے تاکہ برائیاں پروان نہ چڑھنے پائیں اور نہ لوگوں کا نقصان ہو مسلم قوم وملت کا وقار قائم رہے۔قوم بنی اسرائیل کی خودسری اور انبیاء کرام کے احکام کو نظرانداز کرنا رب العالمین کو ہرگز قبول نہیں اس لئے نیکی کا حکم ملنے کے باوجود نہ ماننے کے باعث قوم بنی اسرائیل کو نافرمان کہا گیا ہے جس میں ان کے تکبر کے باعث انہیں نافرمان قرار دیا گیا ہے وہ نہ نیکی خود اختیار کرتے تھے اور نہ اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اس کیفیت پر اللہ تعالی نے انہیں تنبیہ فرمائی سورہ المائدہ۔۷۸،۷۹ میں ارشاد ربانی ہے۔

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسی ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ صرف اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدود سے تجاوز کیا کرتے تھے اور وہ آپس میں برائیاں کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ان سے روکتے نہیں تھے۔ان کا یہ بہت برا فعل تھا"(۵)

انبیاء کی ذمہ داریوں میں ابلاغ مبین کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا بنیادی فریضہ ہے اقوام عالم کی تاریخ میں جس قوم نے انبیا کی اطاعت کی قابل ستائش ٹھہری سورہ الغاشیہ۔۲۱ میں ارشاد ربانی ہے۔

"اے نبی لوگوں کو اپنے پرودگار کی طرف بلائیں بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں اور آپ نصیحت کریں بلاشبہ آپ نصیحت کرنے والے ہیں"(۶)

اللہ تعالی سے قربت کا اعزاز واکرام یہ ہے کہ انسان اپنے نیک اعمال اور اعلی اخلاق کے ذریعے منصب تخلیق پر

فائیز ہو جائے۔ اطاعت رسول اور عبادت رب اس کی پہچان ہو اور اس کا امتیاز بھی سورہ حم السجدہ۔۳۳ میں ارشاد ربانی ہے۔

"اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک کام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں" (۷)

مقاصد تبلیغ کی تکمیل کیلئے سنت انبیاء کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ دوران تبلیغ جس مومن نے متوازن شخصیت کا انداز اپنایا یہ اس کیلئے اللہ کے رسول کی پیروی کرنے کا اعزاز ہے جو بخشش کی ضمانت بھی ہے اور تقوی کی تکمیل بھی سورہ النساء۔۱۶۵ میں ارشاد ربانی ہے۔

"سب رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کیلئے کوئی دلیل باقی نہ رہ جائے" (۸)

ارشادات نبویؐ

تبلیغ دین اور قوت کردار کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے ارشادات مبلغ کا نصاب تعلیم ہے جس کی روشنی میں مبلغ کی ذمہ داریوں کا تعین ہوتا ہے اور اسی سے انبیاء کی پیروی اور اطمینان قلب کے ذرائع حاصل کرنے کا بے مثال طرز عمل واضح ہوتا ہے۔ تبلیغ دین کا دارومدار تقوی اور کوشش پر ہے ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے مسلمان کا فریضہ صرف کہنا ہے جبکہ تکمیل ایمان و منصب کا حاصل ہونا انسان کے حسن عمل کا اظہار بھی ہے اور اعتبار بھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔" (۹)

حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق تبلیغ دین فرض ہے جس حالت اور جس نوعیت کے حالات پیش آئیں دین کے قیام اور استحکام کیلئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھنا حضورؐ کی سنت مبارکہ ہے۔

"حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا دین حق کا قبول کر لینا بڑی سے بڑی دولت سے بھی بڑھ کر ہے۔" (۱۰)

حجتہ الوداع کے موقع پر آپؐ نے جو طویل خطبہ دیا اس میں آپ کی تعلیمات کا جامع تعارف موجود ہے اس خطبہ کی تاریخی اہمیت ہے اس خطبے میں آپ نے فرمایا۔

"اللہ اس شخص کو شاد رکھے جو میری حدیث کو سن کر اشاعت کیلئے از بر کر لیتا ہے میرے خطبہ کو غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیتا ہے۔" (۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کیلئے قوت ایمانی کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے منع کرے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ آخری صورت ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے" (۱۲)

رسول ﷺ نے فریضہ تبلیغ سے غفلت کو ذلت اور پستی کا پیش خیمہ قرار دیا آپ نے فرمایا:

"جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی محبت اس کے دل سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی کا برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں گر جائے گی" (۱۳)

ایسے لوگ جو صاحب اختیار و اقتدار ہونے کے باوجود فریضہ تبلیغ و اقامت دین انجام دینے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں اور روگردانی کے مرتکب ہوتے ہیں انھیں قبل از وقت موت اور عذاب الٰہی کی وعید سنائی گئی ہے آپ نے فرمایا۔

"کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے وہ جماعت یا قوم طاقت و اختیار کے باوجود اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی ان پر موت سے پہلے دنیا میں ہی اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے" (۱۴)

حضور کا انداز تبلیغ اور نمونہ عمل

حضورﷺ نے جو تعلیم لوگوں کو دی اس کو عملی طور پر پیش کیا آپ نے اپنی حیات طیبہ کا ایک گوشہ انسانی نگاہوں کے سامنے پیش فرمایا تا کہ عملی نمونہ کے طور پر استفادہ کے ذریعے مسلمان کامل ایمان و ایقان کا مظاہرہ کر سکیں اور کسی کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں لب کشائی کی گنجائش نہ ملے آپؐ مجسم قرآن ہیں اور آپ کے اخلاق اور جدوجہد کی مثالیں احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔ آپ کے اسباق زندگی مسلمانوں کی رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہیں چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپؐ حتی الامکان جنگ سے گریز کرتے اور اگر مجبوراً جوابی کاروائی کرنے کی ضرورت پیش آئی تو سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ کرتے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے اگر دشمن اس دعوت کو قبول کر لیتا تو آپؐ جنگ نہ کرتے تھے جس بستی سے اذان کی آواز آتی اس پر حملے سے روک دیتے تھے۔

حضرت علیؓ جب جنگ خیبر میں یہود کے خلاف معرکہ آرائی کیلئے جا رہے تھے تو حضورﷺ سے پوچھا "کیا اس وقت تک تلوار چلاؤں کہ وہ ہمارے راستے پر آ جائیں؟ آپﷺ نے فرمایا: علیؓ وقار اور سکون کے ساتھ جاؤ جب ان کے آمنے سامنے ہوں تو انھیں اسلام کی دعوت دو۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بتاؤ۔ اللہ کی قسم" شخص واحد کا تیرے ہاتھ پر اسلام قبول کر لینا سرخ اونٹوں سے زیادہ قابل قدر ہے۔

۲۔ تبلیغ اسلام کیلئے حضور اکرمﷺ نے مصائب و آلام برداشت کئے "سفر طائف" کا واقعہ ہمارے سامنے مشعل راہ ہے۔ اور کفار مکہ کی سختی اور ناروا سلوک بھی ہمارے سامنے ہے جو تاریخ کا انوکھا باب اور تاریخ کی شہادت ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں آپ نے فتح مکہ کے وقت دعوت دین کے بعد سب کو معاف کر دیا۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر صفوان ابن امیہ حضورﷺ کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر کہنے لگا۔

"حضورﷺ نے اس قدر دیا کہ آپ پہلے میرے نزدیک مبغوض ترین (نعوذ باللہ) خلق تھے لیکن اس فیاضی سے محبوب ترین شخص بن گئے"

۴۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ دشمن رسول بھی فتح مکہ کے موقع پر حضورﷺ کی تعریف میں اچھے کلمات کہتی ہے جس کی سفاکیت حضرت حمزہؓ کی شہادت کے وقت کس قدر شدید ہے آپ انہیں دائرہ اسلام میں داخل فرماتے ہیں کوئی انتقام نہیں لیتے۔

مثالی معاشرت

موجودہ دور میں دعوت دین اور فریضہ تکمیل دین کیلئے انفرادی سطح پر جن باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے وہ اخلاق اور اخلاص نیت ہے اور مبلغ میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان میں دین کا ضروری علم لازمی ہے اس علم کا جاننا اور عملی طور پر عقائد اور ارکان کے علاوہ روزمرہ کے معاملات حقوق العباد کا جاننا بھی ضروری ہے علم دین کے علاوہ احکام المعاملات کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ ازدواجی زندگی پرسکون رہے طالب علم اور استاد کے درمیان مشاورت اور مسائل سے واقفیت معاشرتی طبقات میں انفرادی حیثیت اور اجتماعی فرائض واجبات کی پابندی اور گناہ کی باتوں سے نہ صرف محفوظ رہنا بلکہ محفوظ رہنے کیلئے کوشش کرنا ہی معیار تبلیغ اور مثالی معاشرت ہے۔

جماعتوں اور گروہوں کیلئے امر بالمعروف اور نہی المنکر کیلئے اہل افراد کا انتخاب ضروری ہے جو مبلغ کی شرائط پر پورا اترتے ہوں۔ گروہ اپنی تنظیمی طاقت اور صلاحیت کو گروہی مفاد کے بجائے عوامی مفاد کیلئے وقف کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں تربیت یافتہ افراد کی مناسب تعداد کے بعد دعوت عام کا آغاز کرنا سنت رسولﷺ ہے۔

امت مسلمہ میں وحدت کیلئے اتحاد و یک جہتی اور اتفاق رائے ضروری ہے تاکہ مخالف اسلامی تحریکوں اور قوتوں کو روکا جاسکے انفرادی اجتماعی جماعتی اور گروہی سوچ کے درمیان توازن ضروری ہے تاکہ اسلامی تحریکوں کی شکل اور امت مسلمہ کے عمومی دینی مزاج اور اسلامی کردار کو سمجھا جاسکے اور معاشرے کی داخلی تشکیل کیلئے ضروری اقدامات کئے جاسکیں دعوت دین اور اس کا طریقہ کار جہاں انفرادی عمل ہے وہاں اس کی اجتماعی کوشش اور خاندانی تربیتی ماحول کا ہونا ضروری ہے یہ کوشش امت اسلامیہ کے اجتماعی ضمیر کی آواز کو بلند کرنے کے ساتھ اصلاح امت کے اجتماعی تصور کی ضمانت بھی ہے موجودہ دور میں نئی نسل کے افعال واعمال سے متعلق شکایت کرنے والے والدین اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ انھیں ابتدائی عمر کے دوران تربیت اولاد کی ذمہ داریوں پر جو توجہ دینی چاہیے تھی وہ نہیں دی گئی گھر کے ماحول اور اصلاح کیلئے چند اقدامات درج ذیل ہیں۔

اخلاقی تربیت

۱۔ گھر میں عبادات کا ماحول اور رمضان المبارک کے روزوں کا اہتمام بزرگوں کی طرف سے ترجیحاً ہونا چاہیے اور بچوں کو تاکید اور نرمی کے ساتھ مقررہ اوقات میں عبادات کیلئے تیار کرنا ضروری ہے۔

۲۔ منفی رجحانات اور غیر اخلاقی تفریحات سے گریز کرنا چاہیے اور مختلف مواقع پر بچوں کو ان کے نقصان دہ نتائج سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے اور ان کی سرگرمیوں کو تعمیری سمت میں منتقل کرنے کیلئے پروگرام وضع کرنا ضروری ہے۔

۳۔ فحاشی پھیلانے والے ذرائع ابلاغ اخبارات ورسائل اور فلموں سے آراستہ غیر اخلاقی عریاں انگریزی اردو اور مقامی زبانوں کے ذرائع تعیش کو متبادل ذرائع سے بدل دینا چاہیے۔

۴۔ دوست احباب کی محافل میں قربت رشتہ داری اور دیگر حلقہ احباب میں نیک اور پاکیزہ صفت افراد سے تعلقات اور صاف ستھری زندگی کے حامل افراد جن کا کردار بے داغ ہوان سے مشاورت وتعاون بڑھانا چاہیے۔

۵۔ ایسے لوگ جو حرام وحلال کی تخصیص پر توجہ نہیں دیتے اور ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہوں اور جن کے ذرائع آمدنی حرام اور ناپسندیدہ ہوں ان سے تعلقات اصلاح احوال کی غرض سے کم رکھے جائیں۔

۶۔ والدین کیلئے لازم ہے کہ اپنے ذرائع آمدنی جس میں مشکوک ذرائع آمدنی شامل ہیں چھوڑ کر متبادل حلال ذرائع آمدنی اختیار کریں اور بچوں کو قناعت پسندی اور اعتدال کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں۔

۷۔ اپنے خاندان کی دینی معلومات میں اضافہ اور تعلیمی مشاغل کے عملی نتائج کی آبیاری کیلئے منتخب اسلامی معیاری کتب کی لائبریری کا ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ وقت گزارنے اور تربیت پانے کے نیک عمل کو کامیاب بنایا جاسکے۔

۸۔ غفلت ولاپرواہی کے بڑے نقصانات سے بچاؤ کیلئے دس سے بیس سال کی عمر کے دوران بچوں کی مثبت سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنے چاہیے۔ اور انہیں قابل تعریف سمجھتے ہوئے نرمی اصلاح اور تعمیری کردار نظم وضبط اعتدال پسندی کے جذبات پروان چڑھانا ضروری ہیں۔

۹۔ گھر کے افراد کو بحیثیت مجموعی نظام الاوقات عبادات کی پابندی اور معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک کرنا اور نیک سرگرمیوں میں شامل کرنا ضروری ہے تاکہ اسلامی معاشرہ کی قدروں کی حفاظت کی جاسکے اور شخصیت کا تعمیری پہلو ابھر کر سامنے آسکے۔

۱۰۔ زندگی کی تمام سرگرمیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی دعا کرنی چاہیے بچوں میں ذاتی ذوق اور اخلاقی معیار کا احیاء ضروری ہے تاکہ بچے تربیت یافتہ شہری بن کر قوم کی خدمت کرسکیں۔

نصاب تعلیم کی اصلاح

تعلیمی نظام میں خصوصاً نصاب تعلیم اپنے نتائج کے لحاظ سے کسی قوم کا بنیادی ستون ہے نصاب تعلیم کی تکمیل کیلئے لازم ہے کہ طلباء وطالبات کی اخلاقی تربیت پر بھرپور توجہ دی جائے جس کیلئے درج ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ قرآن مجید احادیث نبوی سیرت رسول، اسلامی تاریخ اور علم فقہ کا مطالعہ ابتدائی کلاسوں میں تدریس میں شامل ہونا چاہیے اور اس کی عملی تفہیم کو پروان چڑھایا جانا ضروری ہے۔

۲۔ حدیث وسیرت کے مطالعہ میں مختلف زبانوں اور معیاری مآخذ علم کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی اور فہم وادراک کی صلاحیت اجاگر ہوسکے۔

۳۔ اسلامیات کے اساتذہ طلباء اور علمائے کرام دیگر اہل دانش سے بلا کسی مسلکی تعصب کے استفادہ کیلئے تیار ہوں تاکہ

اعتدال پسندانہ سوچ اور صبر وتحمل حلم وبردباری کے جذبات اجاگر کئے جاسکیں۔

۴۔ جدید تعلیم کے اداروں میں اسلامی ماحول کا قیام ضروری ہے لباس میں حجاب اور اسلامی تصور زندگی کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اسلامی علوم کی عظمت وتوقیر دلوں میں واضح ہوسکے۔

۵۔ درسگاہوں میں طلبا طالبات کے اختلاط کو نرمی اور حکمت کے ساتھ اسلامی ماحول کے تقاضوں کے مطابق بدلا جائے تاکہ شرعی احکام کا احترام اور حقوق وفرائض کا فہم بلا کسی احساس کمتری و برتری کے بچوں کے دل میں اجاگر ہوسکے طلبا وطالبات کے ذاتی مسائل کو اسلامی علوم کی روشنی میں سنا جائے اور اسلامی احکام کے شایان شان حل پیش کیا جائے۔

۶۔ معاشرتی علوم اور دیگر سائنسی علوم کی فرضیت واہمیت کو قرآن وحدیث سے اخذ کردہ ذرائع معلومات اور حوالہ جات سے آگاہ کیا جائے تاکہ طلبا وطالبات میں خلق حقیقی کے مقاصد اور تخلیق اشیاء عالم کی نوعیت واضح ہوسکے اور سنت رسول کے مطابق ہر چیز کے غلط اور درست ہونے کا مفہوم خود سمجھ میں آسکے۔

۷۔ موجودہ دور میں ملت اسلامیہ کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے مسائل اور ان کی نوعیت اور حل سے واقفیت حاصل ہوسکے اور اسلامی احکامات کے مطابق جدید سائنسی علوم کی اہمیت سے اگاہ ہوسکیں۔

۸۔ معاشرتی تربیت کیلئے معاشرتی علوم اور دیگر ذرائع تعلیم وتربیت عربی زبان وادب اور اسلامی علوم میں مہارت اور جدید علوم میں تخصص کی قابلیت کیلئے طلبا وطالبات کو تیار کیا جاسکے۔

اساتذہ کے فرائض

اساتذہ محسن قوم کے اعلیٰ درجات پر فائز وہ علمی رہنما ہوتے ہیں جو اس قوم کی اعلیٰ پیمانے پر تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہ اپنی خدمات کے اہل اور احترام کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کا اخلاق وکردار رکھتے ہیں ایسے افراد معاشرے کی تعمیر اور غیر اسلامی رجحانات سے بچاؤ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرے کا بھروسہ ان کے مثالی کردار سے عبارت ہوتا ہے انہیں چاہیے کہ درج ذیل معیارات کا خیال رکھیں۔

۱۔ اساتذہ بچوں میں ایمانی قوت عزم وحوصلہ اور نیک چلن عزم وثبات اور غیر اسلامی رجحانات سے حفاظت کی ادراکی کیفیت پیدا کریں اور فہم وفراست دین سے وابستگی پیدا کریں۔

۲۔ اساتذہ طالب علم کے اندر اعلیٰ اخلاق وکردار روحانی اقدار سے تعلق اور لامذہبیت کے نقصانات کا شعور اور غیر اخلاقی تصورات سے بچاؤ کا جذبہ پیدا کریں تاکہ ان کا کردار تعمیر معاشرہ میں مثالی بن سکے۔

۳۔ اساتذہ آئیڈیل ہیں طالب علموں کیلئے انہیں درسگاہوں مساجد اور دیگر مقامات مدرسہ میں ملاقات کے دوران ترغیب وتلقین کے ذریعے نماز باجماعت اور نیک عمل کی ترغیب دیں۔

۴۔ اسلامی علوم کے اساتذہ اسلام کے نظام جزاوسزا سے متعلق طلبا وطالبات کے سوالات کے مدلل جواب دیں ان کے سوالات کو رد نہ کریں ان کی دینی معلومات میں بھرپور اضافہ کریں۔

۵۔ اساتذہ اپنے اندر طالب علمانہ جذبات پیدا کریں مطالعہ کریں اور بچوں کو مطالعہ کی ترغیب دیں طریقہ ہائے تدریس مواد تدریس کے علاوہ تدریسی ماحول پیدا کریں اور مکمل مہارت کے ساتھ نفسیاتی کمزوریوں پر تنقید کئے بغیر تعمیری انداز اختیار کریں۔

۶۔ اساتذہ اپنے خصوصی مضامین کا رجحان مسلط کرنے کی بجائے اس کی اہمیت اجاگر کریں اور تمام مضامین میں ہم آہنگی اور اہمیت اجاگر کریں تاکہ جدید تحقیقات پر منطبق نتائج حاصل کئے جا سکیں۔

۷۔ بچوں پر اخراجات کا بوجھ نہ ڈالیں بنیادی درسی کتب میں شامل اسباق کی تدریس کے دوران دیگر کتب کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کریں سائنسی اور ادبی علوم کو دلائل سے واضح کریں۔

۸۔ متبادل تصورات علم اور نظریاتی بحث کے دوران تنقیدی انداز فکر اپنائیں اور نظریاتی بحث کے دوران تنقیص کی بجائے نظریہ زندگی سے مطابقت پیدا کریں۔

صراط مستقیم

اختلافات رائے کے دوران اعتدال پسندی کا مظاہرہ مسلمانوں میں اصول زندگی و بندگی کا درجہ رکھتا ہے سیرت رسول اور سنت رسول کا تقاضا ہے کہ اختلاف رائے کے موقع پر اعتدال پسندی درگزر تواضع اپنائیں جو حضور کی سنت ہے۔ اتحاد امت کس قدر ضروری اور افتراق امت کس قدر مضر ہے اس کے نتائج سب جانتے ہیں ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف رائے ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کے درمیان بھی اختلاف رائے ہے بعد میں علمائے ملت اسلامیہ کے نظریاتی اختلاف کی مثالیں اور اعلیٰ ظرفی کے ثبوت تاریخ کا حصہ ہیں اختلاف اتحاد امت کے خلاف نہیں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں۔

> "سب سے پہلے میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نظری مسائل میں اختلاف آراء مضر ہے نہ اس کے مٹانے کی ضرورت ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے اختلاف رائے نہ وحدت اسلامی کے منافی ہے نہ کسی کیلئے مضر اختلاف رائے ایک فطری و طبعی امر ہے جس سے نہ کبھی انسانوں کا کوئی گروہ خالی رہا نہ رہ سکتا ہے۔اگر حالات و معاملات کا صحیح جائزہ لیا جائے تو اختلاف رائے اگر حدود کے اندر ہے تو کبھی کسی قوم و جماعت کیلئے مضر نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مفید نتائج پیدا کرتا ہے اسلام میں مشورہ کی تکریم و تاکید فرمانے کا یہی منشاء ہے کہ معاملہ کے متعلق مختلف پہلو اور مختلف آراء سامنے آجائیں اور فیصلہ بصیرت کے ساتھ کیا جا سکے اگر اختلاف رائے مذموم سمجھا جائے تو مشورہ کا فائدہ ہی ختم ہو جائیگا" (۱۵)

دعوت دین اور اعتدال پسندی دینی و اخلاقی فرائض کا درجہ رکھتے ہیں سیرت رسول سے دونوں انداز ثابت ہیں دعوت دین فرض ہے اعتدال اخلاق کی اعلیٰ ترین کیفیت ہے۔اور یہی صفات امت اسلامیہ کے اتحاد اور بقا کی ضمانت ہیں۔

حوالاجات

۱۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی ۔2003ء فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۱۹۲

۲۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی ۔2003ء فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۱۰۵

۳۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی۔2003ء فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۱۰۵

۴۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی۔2003 فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۹۷۸

۵۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی۔2003 فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۱۹۵

۶۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی۔2003 فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۹۶۳

۷۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی ۔2003 فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۷۶۴

۸۔قرآن مجید۔مولانا امین احسن اصلاحی۔2003 فاران فونڈیشن۔لاہور۔صفحہ۔۱۶۸

۹۔صحیح مسلم۔ترجمہ۔علامہ وحیدالزماں۔1981 نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔صفحہ۔۸۶

۱۰۔صحیح مسلم۔ترجمہ۔علامہ وحیدالزماں۔1981 نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔صفحہ۔۹۱

۱۱۔تجرید بخاری۔امام محمد بن اسمٰعیل بخاری۔تجرید علامہ حسین بن مبارک زبیدی۔1981 دارالاشاعت کراچی۔صفحہ۔۸۰

۱۲۔مشکوۃ شریف۔امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ترجمہ،مولانا عبدالعلیم علوی۔1995 مکتبہ رحمانیہ۔لاہور۔صفحہ ۵۰

۱۳۔صحیح مسلم ۔ترجمہ۔علامہ وحیدالزماں۔1981 نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔صفحہ۔۷۸۔

۱۴۔سنن ابی داؤد۔ترجمہ۔علامہ وحیدالزماں۔1987 نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہورر۔صفحہ۔۲۲۵ ۔

۱۵۔آداب الاختلاف۔مولانا محمد فاروق جامعہ احسن العلوم کراچی۔صفحہ۔۶۹